

نقش آغاز

کئے دی گئیں نہیں سے اصلاح معاشرہ کی آوازیں اٹھتی رہتی ہیں وفاقی کونسل مجلس شہری کے
چھپا اجلاس میں بھی اصلاح معاشرہ کے سلسلہ میں مجوزہ اقدامات اور تجاویز اور
رہنماؤں کا غلطہ رہا۔

نقش آغاز

معاشرہ کی اصلاح ترقی اور خوش حالی کیلئے کیا کچھ ہے، جو نہیں ہو رہا ترقیاتی منصوبے اور طویل الذیل سکیمیں
گونا گوں تحریکیں طویل المیعاد پلاننگ اقتصادی اور مادی میدان میں مسلسل جدوجہد اور تنگ و دو معاشرہ کی
مادی ترقیات اور رفاهیت کے نام پر ہو رہا ہے۔ مگر معاشرہ ہے کہ اصلاح کی بجائے فساد میں ترقی کرتا جا
رہا ہے، معاشرتی خرابیاں، خورد غرضی، لالچ، رشوت، اقرباء پروری، بے حیائی، لذت اندوزی، مادہ پرستی
اور حلیب منفعت کی خاطر بڑے سے بڑے قومی اور اجتماعی حقوق کی پامالی اس فساد کی واضح علامت ہیں اور
درحقیقت اجتماعی معاشرہ انفرادی اور شخصی زندگی سے الگ کوئی چیز نہیں، پس اگر آپ کسی انسانی جسم پر چھوڑے
پھنسیاں یا ظاہری فساد دیکھ کر اندرونی خرابی اور فساد مواد کا تحقیق کر لیتے ہیں تو علاج کا صحیح اور دانشمندانہ
طریقہ یہی ہوتا ہے کہ پیردنی مریم ٹی اور عارضی اصلاح کی بجائے اندرونی مادہ فساد کے ازالہ کی تدابیر اختیار کر لیں
کہ جب تک جڑ سے خرابی کا ازالہ نہیں ہوگا جسم رستا اور مڑتا رہے گا۔ اور داخلی فساد اور خرابی رفتہ رفتہ سارے
جسم کو ختم کر کے چھوڑے گی۔ عطائی اور نا تجربہ کار طبیب صرف وقتی تدابیر پر اکتفا کریں گے۔ مگر ہوشیار نبض
شناس حاذق اطباء کی نظر خرابی کے اصل سرچشمہ کو پکڑ لیتی ہے۔ یہی حال ہمارے موجودہ معاشرہ کا ہے، جو نہ
صرف فساد کی لپیٹ میں ہے، بلکہ اول تا آخر جدید ملی کو خرابیوں کا رنگ کھوکھلا کرنا جا رہا ہے۔ معاشرہ کے کسی
طبقہ اور زندگی کے کسی شعبہ میں دیکھیں آپ کو ایک عام بیماری نظر آئے گی۔ رٹ کھوٹ کا منظر ہے، ہوس نہ
میں جائز و ناجائز کی تیز ختم ہے۔ مادہ پرستی پروری قوم کا شعار ہے۔ ذرا سی منفعت دینیوی کے لئے حیا و شرم
کی ساری حدود بالائے طاقت کھد کر ہر فرد اعراض اور ذاتی منافع کے ورپے ہے، سنگٹنگ، ملاوٹ ذخیرہ اندوزی
تجارہ کا شعار ہے، رشوت ستانی، اقرباء پروری اور بددیانتی سرکاری حکام اور ہر سرکاری محکمے کا شیورہ ہے۔
لازم اور مزدور صرف حقوق کا رونا روتے ہیں۔ فرائض کا احساس تو پروری قوم کو نہیں، ہر شخص دوسرے کو شک کی
نگاہوں سے دیکھتا ہے، جی کو دست بیتر ہے وہ عیش کویش اور ہوس رانی کے چکر میں مبتلا ہے۔ بوغریب ہے وہ
اپنے علاوہ ہر انسان کو شخص و عباد اور لغت و صفات کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ غرض پورا معاشرہ احساس و
شعور کی غلش چنیر وادارک کی ہر قید و بندش سے آزاد ہو کر ایک عالم ربائی بیماری کی لپیٹ میں ہے اور جسم کے پھوڑے
پھنسیاں حیرت انگیز طور پر بڑھنے والی داخلی خرابیوں کا اعلان کر رہی ہیں۔ مگر یہاں بھی اصلاح و تشخیص اور علاج
کی وہی صورتیں اختیار کی جا رہی ہیں، جو بڑے سے بڑے جسم کے بارہ میں عطائی اور بے بہرہ ظاہر بن طبیوں کا طریقہ ہے۔

اس طرح اندرونی مادہ کو کچھ ہیلت کچھ سکون تو مل جاتا ہے جس طرح اسپرو سے ہوتا ہے۔ مگر دوسرے وقت میں اندر ہی اندر سڑتا ہوا مادہ مزید شدت اور قوت سے ظاہر ہو کر پورے جسم کو ہلاک کر کے رکھ دیتا ہے۔ اس بگاڑ اور بربادی کو دیکھ کر کچھ عطاائی لوگوں نے طبقاتی تفاوت اور اقتصادی ناہمواری کو اس کا سبب قرار دیا کہ غریبی ہی تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔ ہر شخص کو بقدر ضرورت وافر دولت اور برابر کا حصہ مل جائے تو خرابی ختم ہو سکے گی۔ اس کیلئے مساوات، سوشلزم اور کیا کیا سہری نام تجویز کر کے نسخہ شفاء مرتب کیا گیا مگر جہاں دولت کی فراوانی تھی وہاں اخلاقی خرابیوں اور بربادیوں کا زیادہ دور دورہ دیکھا گیا، جو جتنا غریب تھا دولت اور عہدہ و منصب کے لحاظ سے دوسرا اس سے جتنا اونچا تھا، ریشوت ستانی اور اخلاقی بددیانتیوں میں وہ اتنا ہی اس سے بڑھ کر نکلا، سپاہی اور کلرک ایک روپیہ کا راشی تھا، تو سینکڑوں پانے والے افسر اور حاکم سینکڑوں اور ہزاروں کے راشی ہوتے۔ سو روپیہ پانے والے میں سو خرابیاں ہیں تو ہزاروں اور لاکھوں پانے والوں میں اتنی ہی تعداد میں اخلاقی بیماریاں، سرمایہ دارانہ نظام کے علمبردار ممالک آج سب سے بڑھ کر بے حیائی، فحاشی اور مادہ پرستی کی لپیٹ میں ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ غربت اور افلاس کا ازالہ بذاتِ خود کتنا اہم اور ضروری ہی کیوں نہ ہو معاشرہ کی اصلاح اور فساد کے ازالہ، سوشلسٹ کی خرابیوں کا علاج ہرگز نہیں اس دوائے معاشرہ کے بعض افراد کو اور بگاڑ دیا تو پوری قوم کی اجتماعی زندگی اس سے کب شفا یاب ہو سکتی ہے؟

کچھ لوگوں نے معاشرہ کے علاج کی خاطر قانون کا سہارا لیا مگر قانون کا ڈنڈا جتنا بھی سخت ہوتا گیا اور حکومت و سلطنت کے شکنجہ میں معاشرہ جتنا بھی جکڑا گیا اندرونی فاسد مادہ اتنا ہی شدت اور قوت سے دوسرے راستے نکالتا رہا۔ امریکہ نے کچھ عرصہ قبل شراب پر پابندی لگائی تو لوگوں نے سائیکل کے ٹیوب ٹائر سے خم خانوں اور پیانوں کا کام لیا۔ خفیہ بھٹیوں کی تعداد سینکڑوں سے ہزاروں تک پہنچ گئی اور قانون کا احترام اسی طرح خاک میں ملتا رہا۔ اس لئے کہ نئے قانون اور حکومت کے آہنی شکنجہ سے اندرونی فاسد مادہ پہ پلا سٹر تو ہو سکتا ہے، مگر بھروں کے سڑتے ہوئے مواد کو اپنے کامر قع مل جاتا ہے۔ اور سماجی بگاڑ اندر ہی اندر نقطہ عروج پہ پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے چوروں کو دیکھا ہو گا کہ بریسوں کی قید اور سزاؤں کے بعد ان کا پہلا کام وہی ہوتا ہے جسکی پاداش میں وہ اب تک تکالیف شاقہ برداشت کر رہے تھے۔ جو اب انہی مقام کی عادت قانون کے ڈنڈے سے کبھی نہیں بدلی، ایک منگھر کبھی حوالات کی وجہ سے عادت بد نہیں بدلتا۔ اور ایک راشی یا اجرتی قاتی دو چار ہزار جرمانہ دیکر اپنا دلپسند طریقہ نہیں چھوڑتا۔ الغرض اس شکنجہ سے انسان۔ اثرات المذاقات۔ محض ایک سرکش گھوڑے کی طرح تو ہو جاتا ہے کہ جب تک سزا اور عقوبت کی رسیوں میں جکڑا ہوا ہے، قابو میں ہے، ذرا سی باگ ڈھیلی ہوئی وہ شریر اور سرکش گھوڑا ہی رہا۔ ہمارے ہاں بھی یہ انسانی طور طریقہ تشخیص و علاج کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ مگر انفسوس کہ اصل علاج سے پوری قوم غافل ہے۔ اندرونی فساد کے ازالہ کے لئے تحرکیں چل رہی ہیں، یہ صفائی کا ہفتہ ہے یہ ہفتہ شجرکاری ہے۔

وہ ٹی بی کے خلاف جہاد ہے یہ ریڈ کر اس کے میلے ہیں۔ یہ ٹریفک کا ہفتہ منایا جا رہا ہے۔ یہ سمگلنگ اور ملاوٹ کے خلاف تحریک گرم ہے، سب کچھ ہو رہا ہے مگر کسی شعبہ حیات میں اچھائی کے آثار ظاہر نہیں ہوتے کہ علاج کی تشخیص ہی غلط ہے۔ مگر مسلمانوں کی نگاہ میں جو سب سے بڑھ کر دانا و بصیر حکیم تھا جسکی صداقت و مہارت اور فراست باطنی دور رسی اور حقیقت بینی کی تاریخ نے ہر دور میں شہادت دی یعنی حکیم و انانہی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام صادق و مصدوق بنی نے معاشرہ کی اصلاح کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جو عقل و تجربہ اور فہم و خرد کے مطابق تھا، یعنی فساد کی اندرونی خرابیوں کو کپٹا کہ جب تک انسانی معاشرہ میں اندر سے انقلاب پیدا نہیں ہوگا۔

دل کی حالت درست نہ ہوگی، ضمیر و احساس بیدار نہ ہوگا، اچھے اور برے کی تمیز پیدا نہ ہوگی، تقویٰ اور خشیت کی لہریں نہیں اٹھیں گی جسم انسانی کے پھوڑے پھنسی اور بدنما داغ نہ تو دولت سے زائل ہوں گے نہ غربت اس کا مداوا ہوگی نہ قانون سے اصلاح ہو سکے گی نہ حکومت کے ڈنڈے سے یہ انقلاب دل کا انقلاب تھا کہ باہر

کا سب کچھ اس کا تابع ہے، وہ اصل ہے اور جسم اس کا سایہ، اور جب اصل قابو میں آجائے گا۔ تو سایہ خود بخود ہاتھ میں ہوگا۔ پھر نہ قانون کی ضرورت ہوگی نہ نظام حکومت کے آہنی شکنجوں کی کہ اذا صلحت صلح الجسد کلہ۔ جب دلوں کی دنیا بدل گئی تو منادی کی ایک پکار سے گھروں کے اندر بوں تک آئے ہوئے شراب کے جام توڑ دئے گئے لبوں کے اندر مئے گلگوں کے گھونٹ حملت کے اس پار اٹک کر رہ گئے اور شراب کی وہ مٹی پلید ہوئی کہ مدینہ کی گلیاں اس سے بھر گئیں، سب جام و سبو باہر پھینک دئے گئے حجاب کی آیت سنی گئی تو جو بھی عفت مآب خاتون جہاں سے گذر رہی تھی وہیں سکر کر کسی آٹھ میں بیٹھ گئی۔ اور جب تک لباس سائر نہیں ملا وہاں سے قدم نہیں اٹھ سکے اگر رات کے سیاہ پردوں میں بھی انسانی کمزوری کی وجہ سے کوئی جرم سرزد ہوا تو جب تک اسکی حد (جو جرم اور سنگساری کیوں نہ ہوتی) اپنے اوپر جاری نہ کر دائی لمحہ بھر چین نہ ملا وہ ماعرض جیسے رجال با صفا ہوتے یا غامضیہ جیسی خواتین قانات جن کی احساس ندامت کسی پوری وادی کے لئے بخشش آفرین ہو سکتی، وہ عبداللہ بن رواحہ جیسے سراپا دیانت حاکم اور افسر ہو جاتے، کہ ہزاروں لاکھوں کی رشوت کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیتے غرض یہ اس امت کا آرنایا ہوا نسخہ ہے جسکی

صداقت پر صدیاں گزر گئیں۔ آج پھر معاشرہ کے لئے اس نسخہ کی ضرورت ہے۔ مگر کیا اس پورے ملک میں اصلاح اخلاق تعمیر اخلاق، تہذیب نفس، تزکیہ قلوب کی بھی کوئی تحریک اٹھی ہے کسی پارٹی نے اسے اپنا منشور بنایا ہے؟ کوئی ہفتہ اس کا منایا گیا ہے؟ کسی لیڈر کا یہ بھی اوڑنا بچھونا بنا ہے؟ وہ قوم جو روٹی کیپڑے اور مکان سے زیادہ تعمیر انسانیت، تہذیب نفس کی محتاج ہے، افسوس کہ کوئی حکیم اسے شعار بنا کر نہیں اٹھاتا کہ دلوں کو بیدار کر دے، اسے خوفِ آخرت اور اور ایمان باللہ سے مالا مال کر دے، انسانی افکار کو محاسبہ آخرت سے مربوط کر دے اور دنیا کے مقابلہ میں آخرت کی اہمیت انسانی اقدار کی قدر و قیمت اور ضمیر و شعور کی آگاہی اور بیداری کی ضرورت سے قوم کو آگاہ کر دے۔

سید محمد الحق

واللہ یقول الحق وھو یهدی السبیل۔